جبین پیشانی کی کروٹ ہے یا نہ کہ ماتھا

حضرات قارئین کرام، احقر الوری راقم الآثم نے دسمبر ۱۹۹۱ء میں موقر جریدہ الحق کے تیسرے شمارہ میں بعنوان "جبین کروٹ ہے یا ماتھا" ایک مقالہ لکھا تھا جس میں اس بندۂ ہیچ مدان نے لسان العرب جیسی معتبر اور مقبول عالم لغت و احادیث اور تفاسیر کے معتبر حوالوں سے ثابت کیا تھا کہ عربی زبان میں جبین پیشانی کی کروٹ کو کہتے ہیں نہ کہ پیشانی کو۔ اس کی تردید میں بعض حضرات نے غیر معتبر اور شاذ روایات کا سہارا لے کر بعض بزرگ ترین علماء کرام و مفسرین عظام روح اللہ رحمہم کی بے جان وکالت و دفاع کرتے ہوئے کمزور سطح کے جو مقالات تحریر فرمائے ہیں ان کو پڑھ کر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان حضرات نے اصل حقائق و دقائق پر پردہ ڈالنے کے لیے ایک طرف ہوا میں قلعہ تعمیر کرنے کی سعی کی ہے اور دوسرے علمی حقائق و مضمرات کے بحر عمیق میں کاغذی کشتی کی شناوری کرنے کی کوشش کی ہے۔

ان مقالہ نگاروں میں صرف سعادۃ المعالی حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ العالی نے اصل حقائق کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے وقیع اور معلومات افزا مقالہ میں اس لاشئ کی تائید کے لیے مئی ۱۹۹۲ء کے ماہنامہ الحق کے آٹھویں شمارہ میں مزید ٹھوس دلائل و براہین سے وضاحت و صراحت کے ساتھ یہ بات ثابت کر دی ہے کہ جبین کے معانی پیشانی کی کروٹ ہی کے ہیں نہ کہ ماتھا کے۔

قارئین عظام سے گزارش ہے کہ وہ زیر نظر میری گزارشات کو پڑھنے سے پہلے دسمبر ۱۹۹۱ء کے ماہنامہ الحق میں "جبین کروٹ ہے یا ماتھا" کے زیر عنوان اس ننگ اسلاف کی گزارشات کو بنظر امعان غور سے ایک بار پھر پڑھ لیں تاکہ اصل حقائق و دقائق کے لیے انشراح و انفراج ہوتا چلا جائے۔ جبین کے معنی ماتھا یا پیشانی کرنے والے علماء مفسرین عظام علیہم سحائب الرحمت والرضوان کی وکالت و دفاع کرنے والے حضرات کے لیے ایک مثال عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ بقرار زیر علم و عرفان کی بلند ترین عمارت کے معروض اساطین کی وکالت و دفاع وہ کس صورت میں اور کیسے کریں گے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب کنز الدقائق کے مصنف، فقیہ بے نظیر مفسر شہیر تفسیر القرآن مدارک التنزیل میں یوں ارقام فرماتے ہیں۔

واجمعوا علی ان الشمس فی السماء الرابعة۔ (مدارک التنزیل ج ۴ ص ۲۹۶ مطبوعہ بیروت)

اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ سورج چوتھے آسمان پر ہے۔

۲۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تغمدہ اللہ برحمتہ بھی اپنی تفسیر میں جن کے تول رقمطراز ہیں کہ چاند پہلے آسمان پر اور سورج چوتھے آسمان پر ہے۔

۳۔ عظیم مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالحق حقانی روح اللہ روحہ نے تو قدیم یونانی ہیئت دانوں کے فلسفہ سے متاثر ہو کر فتح المنان جیسی معتبر تفسیر میں نو آسمانوں کا نقشہ بنا کر بتایا ہے کہ چاند پہلے آسمان پر اور سورج چوتھے آسمان پر ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم شروع ہی سے یہ بتاتا چلا آرہا ہے کہ :۔

وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ۔ (الانبیاء ۳۳ - یٰس ۴۰)

تمام اجرام فلکی (آسمان دنیا کے نیچے) اپنے اپنے مدار میں پڑے تیرتے ہیں۔

— یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ اگر نظام شمسی کے سیارے اور ستارے مختلف آسمانوں میں ہوتے تو ارشاد ہوتا کہ وَكُلٌّ فِي أَفْلَاكٍ يَسْبَحُونَ۔ فلک کا لفظ واحد لاکر صاف بتا دیا ہے کہ تمام اجرام فلکی آسمان دنیا کے نیچے مختلف بلندیوں پر اپنے اپنے فلک (دائرہ) میں تیرتے ہوئے آ اور جا رہے ہیں۔

دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا ہے :۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ۔ (الملک ۵)

اور ہم نے آسمان دنیا (پہلے آسمان) کو ستاروں کے چراغوں سے مزین کر رکھا ہے اور ہم نے ان ستاروں کے چراغوں کو شیاطین کے لیے ایک طرح کی زد بنایا ہے۔

اس آیت کریمہ نے بات اور صاف کر دی ہے کہ تمام کے تمام ستارے اور سیارے آسمان دنیا یعنی پہلے آسمان کے نیچے ہیں اور چاند و سورج بھی تو ستارے ہی ہیں۔

جن حضرات نے میرے مقالہ کی تردید فرمائی ہے ان سے مؤدبانہ التماس عرض ہے کہ کیا آپ حضرات یہاں بھی ان مذکورہ بالا اکابر کی وکالت و دفاع کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمائیں گے کہ چاند دو ہیں۔ ایک پہلے آسمان پر اور دوسرا آسمان کے نیچے خلا میں۔ اور اسی طرح سورج بھی دو ہیں ایک چوتھے آسمان پر اور دوسرا پہلے آسمان یعنی آسمان دنیا کے نیچے خلا میں ہے جیسا کہ آپ حضرات نے اپنے اپنے مقالہ میں یہ فرمایا ہے کہ جبین کے دو معنی ہیں ایک پیشانی اور دوسرا پیشانی کی دو کروٹیں۔

اجرام فلکی کی بابت آپ کی یہ تاویل آج سے سو سال پہلے تو شاید کوئی مان لیتا لیکن آج کے موجودہ دور

ہیں نظام شمسی کے سیاروں اور ستاروں کی بابت اکابر کے دفاع میں آپ کی یہ تاویل کوئی بھی ماننے کے لیے ہرگز تیار نہ ہوگا کیونکہ موجودہ علم ہیئت کے سائنس دانوں نے آلات جدیدہ اور جدید رصدگاہوں سے عملاً یہ بات ثابت کر دی ہے کہ تمام کے تمام سیارے اور ستارے پہلے آسمان یعنی آسمان دنیا کے نیچے خلا میں اپنے اپنے ORBIT مدار میں تیرتے چلے آ اور جا رہے ہیں۔ احادیث کے ذخیرہ سے بھی یہ بات ثابت ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ احقر کی کتاب قرآنی فلسفہ نظام شمسی اور مولانا محمد موسیٰ صاحب کی فلکیات۔

قرآن حکیم میں ایک جگہ صاف بتادیا ہے کہ زمین کی طرح باقی سیاروں میں بھی مخلوق آباد ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ۔ (الشوریٰ ۲۹)	اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا ہے اور ان جانداروں کا جو اس (اللہ) نے آسمانوں اور زمینوں میں پھیلا رکھے ہیں اور وہ جب چاہے ان کے جمع (اکٹھا) کرنے پر قادر ہے۔

سائنس جوں جوں ترقی کرتا جا رہا ہے دین اسلام کی تائید و تصدیق ہوتی چلی جا رہی ہے۔ سائنسدانوں نے تو آج بتایا ہے کہ مریخ سیارہ میں ایک مخلوق آباد ہے جسے دیکھنے کے لیے مریخ پہ جانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں لیکن قرآن کریم نے صدیوں پہلے اس آبادی کی اطلاع دے رکھی ہے۔ ہیئت دانوں نے کھربوں روپے خرچ کرنے کے بعد آج بتایا ہے کہ سورج سے چار ارب میل دور پلوٹو نامی برف کا ایک سیارہ ہے لیکن قرآن حکیم نے آتے ہی برسوں نہیں صدیوں پہلے بتایا تھا کہ آسمان میں برف کے بڑے بڑے پہاڑ موجود ہیں ارشاد ہے۔

وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ الخ ۔ (النور ۴۳)	اور اتارتا ہے آسمانوں کی طرف سے پہاڑوں سے کہ بیچ ان کے ہے سردی اولوں کی یعنی آسمان میں اولوں کے برفانی پہاڑ موجود ہیں۔

قارئین کرام۔ میرا یہ ایمان ہے کہ حضرت شیخ الہند اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی جیسے اکابر علماء کرام جو جوتے پہن کر تبلیغ اسلام اور درس و تدریس کے لیے چلتے تھے ان کے ان جوتوں کا اللہ کے نزدیک بہت بڑا درجہ ہے اور ان کے ان جوتوں سے لگ کر اڑنے والا گردوغبار بھی مجھ جیسے ناکارہ خلائق سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔ اس کے باوجود میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اگر ایک عورت قرآنی آیت سے امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تقلیل مہر کی بات کو رد کرنے سے گستاخ نہیں سمجھی جاتی بلکہ فاروق اعظم اس کی تعریف کرتے ہیں تو پھر محض اللہ کی رضا کے لیے مضبوط دلائل کی بنا پہ کسی بزرگ کی چوک کو ظاہر کرنے سے کسی اہل ایمان کو کوئی باک

نہ ہونا چاہیئے۔ غور فرمایئے سورۃ نساء کی آیت ۹۲ کے تحت حضرت شیخ الہند علیہ سحائب الرحمت والرضوان نے جو قلیل سی دیت لکھی ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سو اونٹوں والی ثقہ حدیث کے مقابلہ میں بھلا کیسے قبول کی جا سکتی ہے؟ صدیقی ٹرسٹ کراچی نے بھی حاشیہ پر اس کی تردید کر دی ہے۔ میرے منتقدین حضرات اب اس عظیم عالم دین کا دفاع و وکالت کرنے کے لیے کس راستے سے تشریف لائیں گے؟۔

عود الی المقصود ا۔ گورنمنٹ کالج صوابی کے شعبہ عربی و اسلامیات کے چیئرمین عزت مآب پروفیسر حمید اللہ قریشی صاحب نے راقم آثم کے مذکورہ بالا مقالہ کے رد میں ایک مقالہ لکھا ہے جو جنوری ۱۹۹۲ء کے الحق میں شائع ہوا ہے۔ اس میں پروفیسر موصوف احقر کی تردید فرماتے ہوئے بخاری کتاب الوحی کی وہی حدیث جسے میں نے اپنے مقالہ مذکورہ میں نقل کر دیا ہوا ہے کہ یہ الفاظ وان جبینہ یفصل عرقا لکھ کر اپنی تائید میں عربی کے دو شعر پیش کر کے خامہ فرسا ہیں کہ اردو زبان میں یہ لفظ (جبین) صریحاً پیشانی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں۔ سہ

تو اپنی سرنوشت اب اپنے قلم سے رکھ
خالی رکھی ہے خامہ حق نے تیری جبین

آخر یہ لفظ اردو میں کہاں سے آیا۔

جناب پروفیسر موصوف سے بصد ادب گزارش ہے کہ وہ نور اللغات، فرہنگ آصفیہ، تاریخ اردو اور تاریخ ادب اردو وغیرہ کا بنظر امعان مطالعہ کریں تو انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ لفظ آخر اردو میں کہاں سے آیا ہے۔ تشکیک و ریب کے رفع کے لیے ذرا فرہنگ اردو بھی دیکھ لیجیے۔

راقم آثم نے بخاری کتاب الوحی کی متعلقہ حدیث اپنے مقالہ کے آخر میں لکھ کر نوک قلم سے زیب قرطاس پر یہ بھی نقل کر دیا ہوا ہے کہ شیخ الاسلام علامہ بدرالدین عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ جبین جبھہ (پیشانی) کا کنارہ ہے اور انسان کی پیشانی کی دو جبینیں ہیں اور کہا گیا ہے کہ جبین پیشانی کے سوا ہے اور وہ کنپٹی کے اوپر ہے اور جبینیں دو ہیں ایک پیشانی کے دائیں طرف اور دوسری بائیں طرف۔

(ملاحظہ ہو الحق دسمبر ۱۹۹۱ء بحوالہ عمدۃ القاری شرح بخاری ص ج ۱)

جناب پروفیسر موصوف کو چاہیئے تھا کہ وہ اس کی تنقید و تنقیص کے لیے عمدۃ القاری سے زیادہ معتبر کسی شرح بخاری کا حوالہ دیتے۔ اور قرآنی کلمہ جبین کا معنی پیشانی کرتے ہوئے تفسیر بیضاوی اور بحر المحیط سے معتبر کسی قدیم تفسیر کا حوالہ پیش کرتے اسی طرح لسان العرب سے زیادہ معتبر کسی لغات عربی سے اپنے موقف کا ثبات

کرتے لیکن انہوں نے قرآن کریم کی عربی تفاسیر اور شروح حدیث اور عربی لغات کو چھوڑ کر اردو کے شعر کا سہارا لیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ بڑے بڑے قد آور نفوس قدسیہ کے مقابلہ میں پروفیسر موصوف نے باونے اکر کھڑے کر دیتے ہیں۔ فافهموا وتدبروا وتفكروا ياولى الالباب۔

پروفیسر موصوف الحق جنوری ۱۹۹۲ء کے صفحہ ۳۲ پر خامہ فرسا ہیں۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ رض کی جو روایت بیان کی ہے اس میں ہے کہ سخت سردی کے موسم میں آپ پر وحی اترتی، جب وحی موقوف ہوتی تو آپ کی جبین سے پسینہ بہنے لگتا۔ وان جبينه ليفصل عرقا۔

اگر جبین سے مراد صرف ماتھے کی کروٹ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک کروٹ سے پسینہ بہتا۔ اور دوسری کروٹ خشک رہتی تھی تو آپ نے جبینان نہیں کہا لیکن ایسا ناممکن ہے۔ پس صحیح معنی یہ ہیں کہ آپ کی پیشانی سے پسینہ بہتا تھا۔ بلفظہ۔

اس سے یہ بات مترشح ہے کہ پروفیسر موصوف کو قواعد عربی و شروح بخاری اور قرآن کریم کا مطالعہ اور استفادہ کرنے کی کبھی فرصت ہی نہیں ملی ورنہ وہ یوں ہرگز نہ کہتے، کم از کم اگر میرے مقالہ ہی کو غور سے پڑھ لیتے تو وہ بھی سمجھ جاتے کہ حدیث مذکور میں جبینان کے تثنیہ کو ہی جبین فرمایا ہے۔

چنانچہ محدث خبیر علامہ عینی اس کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں کہ۔ وهي جبينان عن يمين الجبهة وشمالها۔ (عمدۃ القاری ج۱ ص۴۱) وہ دو جبینیں ہیں ایک پیشانی کے دائیں طرف اور دوسری بائیں طرف۔

اس شرح سے پروفیسر موصوف پر واضح ہو جانا چاہیے کہ کتاب و سنت کے بعض مقامات میں تثنیہ کیلئے لفظ واحد ہی بولا جاتا ہے جیسا کہ بخاری کی مذکورہ حدیث میں ہے قرآن میں بھی ہے۔

يَحْلِفُونَ بِاللهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللهُ	مسلمانو! یہ لوگ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں
وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ	کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کر لیں حالانکہ اللہ
كَانُوا مُؤْمِنِينَ۔	اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اس کو
(التوبہ ۶۲)	راضی کریں۔

غور فرمائیے پہلے اللہ اور اس کے رسول ؐ دونوں کے اسمائے گرامی لیے گئے ہیں اور آگے ہُ کا واحد لفظ لیا گیا ہے۔ کیا آپ یہاں بھی یہ فرمائیں کہ صرف اللہ کو راضی کر لو، اس کا رسول ؐ ناراض پڑا رہنے دو۔ صرف اللہ کے رسول کو راضی کر لو اور (معاذاللہ) اللہ کو ناراض ہی رہنے دو۔ فافهم وتدبر وتفكر

حضرت مولانا ذاکر حسن نعمانی زید عرفانہ کا بھی اس حقر الوری کی تنقید و تردید کے لیے فروری، مارچ ۱۹۹۲ء

مطابق رمضان المبارک سنہ ۱۴۱۲ھ کے ماہنامہ الحق ص۱۲ تا ص۲۲ میں ایک مقالہ شائع ہوا ہے جس میں مولانا موصوف خامہ فرسا ہیں کہ۔ امام راغب اصفہانیؒ مفردات القرآن میں لکھتے ہیں۔

جبین قال اللہ تعالیٰ وتلہ للجبین فالجبینان جانبا الجبھۃ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا پچھاڑا اس کو کروٹ کے بل۔ پس جبینیں دو ہیں ایک جبہہ (پیشانی) کے دائیں طرف اور دوسری بائیں طرف۔

یہ حوالہ میری تائید اور مولانا کے موقف کی تنقیص و تنقید کرتا ہے۔ آگے مصباح اللغات کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ صاحب مصباح اللغات نے پیشانی اور پیشانی کا کنارہ معنی کیا ہے۔

یہاں مولانا موصوف یہ بات بھول گئے ہیں کہ مصباح اللغات کے مؤلف علامہ بلیاوی حضرت مولانا احمد علی لاہوری روح اللہ روحہ کے شاگرد ہیں جو بھارت میں سکونت پذیر ہیں وہ خود لکھتے ہیں کہ میری مصباح اللغات منجد کا خلاصہ ہے اور منجد مسٹر لوئیس عیسائی کی تالیف ہے جس کی بابت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع تغمدہ اللہ برحمتہ رقمطراز ہیں منجد کا مؤلف عیسائی ہے اس لیے اس نے اپنے مذہبی تصورات کے پیش نظر بہت سے کلمات کا مطلب غلط بتایا ہے گویا منجد غیر معتبر عربی لغت ہے۔

کراچی سے مترجم منجد کی اشاعت تجارتی بنا پر ہوئی ہے نہ کہ علمی بنا پر۔ فافھم وتدبّر۔

پھر مولانا موصوف مختار الصحاح کے حوالے سے ارقام فرماتے ہیں۔

الجبین فوق الصدغ وھما جبینان عن یمین الجبھۃ وشمالھا۔

جبین کنپٹی کے اوپر ہے اور وہ دو جبینیں ہیں ایک جبہہ (پیشانی) کے دائیں طرف اور ایک بائیں طرف۔

راقم آثم نے بھی لسان العرب اور بیضاوی کے حوالے سے یہی لکھا ہے۔ یہ عبارت بھی مولانا موصوف کے موقف اور وکالت و دفاع کی تردید و تنقید اور تنقیص کر رہی ہے اور اس ہیچ مدان کی تائید۔

آگے چل کر مولانا موصوف مجاز القرآن کے حوالے سے خامہ فرسا ہیں کہ:۔

"وصرعہ وللوجہ جبینان والجبھۃ بینھما۔

چہرہ کی دو جبینیں ہیں اور ماتھا ان کے بیچ کے حصہ کو کہتے ہیں۔

یہ حوالہ بھی مولانا کے موقف کی تردید کر رہا ہے۔

مولانا موصوف ذرا غور تو فرمائیں کہ جب معتبر لغویین نے ثابت کر دیا ہے اور جیسے آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جبین جبہہ کے دائیں اور بائیں کنارول کو کہتے تو پھر جبین کا معنی جبہہ یعنی ماتھا یا پیشانی کیسے صحیح

ہو سکتا ہے ؟ فافهم وتفكر وتدبر۔

جناب عزت مآب، دو کشتیوں پر پاؤں رکھ کر بحر عمیق میں سفر کرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ پھر کروٹ بدن اور کروٹ پیشانی میں بھی آپ فرق و امتیاز نہیں رکھ سکے۔ آپ یہ سوچنا بھول گئے ہیں کہ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں منہ کے بل لیٹنے کے برعکس اگر کوئی بدن کی کروٹ پر لیٹے گا تو لامحالہ اس کی پیشانی کی کروٹ بھی زمین پر ہوگی اور اگر کوئی پیشانی کی کروٹ کے بل لیٹے گا تو بھی لامحالہ اس کے بدن کی کروٹ بھی زمین پر ہوگی، اس لحاظ سے کثرت استعمال کی وجہ سے دونوں پر لفظ کروٹ کا اطلاق صحیح ہے۔ پھر سیدنا ابراہیم؏ کے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے خلاف عادت منہ کے بل زمین پر لٹانے کی داستان فرضی و بعید القیاس اور اسرائیلیات میں سے ہے۔ فافهموا وتدبروا وتفكروا۔

الغرض حضرت مولانا بالفضل اولنا کا مقالہ ہوا میں قلعہ تعمیر کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

مولانا موصوف نے اپنے موقف جبین کے معنی پیشانی کے ہیں کی تائید میں کسی معتبر لغت عربی کا حوالہ نہیں دیا۔ درحقیقت حضرت مولانا صاحب نے اس ہیچ میرز کے مقالہ کو بنظر امعان پڑھے بغیر ہی بحالت افتاں و خیزاں ایک تردیدی مقالہ لکھ ڈالا اگر وہ غور سے اسے پڑھتے تو اس لاشئ کی بابت یہ ہرگز نہ لکھتے کہ۔ یہ بات بھی غلط ہے کہ اس غلطی کی ابتداء شاہ عبدالقادر سے ہوئی ہے کیونکہ آپ سے پہلے کئی مفسرین بھی اس قسم کا ترجمہ کر چکے ہیں۔

امر واقع یہ ہے کہ احقر و افقر نے یوں لکھا ہے کہ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے ۱۲۰۵ھ موافق ۱۷۹۱ء میں قرآن کریم کا اردو میں سب سے پہلا جامع و مانع ترجمہ جب کیا تو وہ بھی جبین کا ترجمہ ماتھا کر گئے۔ یہ جامع و مانع ترجمہ ہے بعد کے تراجم اسی کا مثنیٰ ہے۔

قربان جاؤں حضرت مولانا صاحب اور دوسرے ناقدین سے جو اس جملہ کو نہ سمجھ سکے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہاں اردو ترجمہ کا ذکر ہے نہ کہ عربی فارسی کا اور لفظ بھی پکار کر کہہ رہا ہے کہ عربی و فارسی وغیرہا کے تراجم میں بھی یہ غلطی ہے۔ آگے چل کر مقالہ کے آخر میں اس بے بضاعت نے یہ لکھ دیا ہوا ہے کہ جبین کے معنی سمجھنے میں بعض پہلے علماء کرام کو بھی تسامح ہوا ہے۔ مثلاً صاحب قاموس المحیط، ابوطاہر محمد بن یعقوب فیروزآبادی شافعی فارسی رحمہ اللہ ولد ۷۲۵ھ توفی ۸۱۷ھ۔ وتله للجبين کے تحت خامہ فرسا ہیں۔

كبه لوجهه ويقال لجنبه۔ گرایا اس کو منہ کے بل اور کہا گیا ہے کہ کروٹ کے بل۔

(تنویر المقباس ص۲۷۹)

یہاں یہ بات ذہن نشین کرتے چلیے کہ مفسر حقانیؒ اس تفسیر کی بابت فرماتے ہیں کہ اس میں رطب و یابس کا

اختلاط ہے اور اسے حضرت ابن عباسؓ کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔

(ملاحظہ ہو الحق دسمبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۳۹ تا صفحہ ۴۳)

آگے چل کر حضرت مولانا ڈاکٹر حسن افغانی زید مجدہ حقیقت کے برعکس ناصحانہ فرما رہے ہیں کہ :- ہم مولانا بخاری صاحب اور ان کے ہم خیال دوستوں کو لغت و تفسیر کے اصل ماخذ کے مطالعہ و تحقیق کی پرخلوص دعوت دیتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو الحق فروری، مارچ ۱۹۹۲ء صفحہ ۴۴)

یہ راقم آثم مولانا موصوف کی ذات گرامی سے یہ سوال پوچھنے میں حق بجانب ہے کہ کیا آپ لسان العرب جیسی عظیم لغت کو لغت نہیں مانتے ؟ اور تمام مدارس عربیہ کے درس نظامی میں پڑھائی جانے والی تفسیر بیضاوی کو تفسیر نہیں مانتے ؟ کیا آپ کے نزدیک صرف سواطع الالہام ہی تفسیر ہے ؟ اور یہ بھی بتلایئے کہ کشاف، بحر المحیط، علامہ محلی کی تفسیر تفسیروں میں شامل ہے کہ نہیں ؟ اور علامہ بدرالدین عینی کی عمدۃ القاری شرح بخاری، شروح حدیث میں شامل ہے کہ نہیں ؟ یہ وہ کتابیں ہیں جن کے میں نے حوالے دیئے ہیں۔

مولانا موصوف ماہنامہ الحق کے صفحہ ۴۵ پر چیلنج کرکے ارقام فرماتے ہیں کہ :-

ابوالفضل فیضی کی تفسیر بے نقط سواطع الالہام میں ہے۔

حطر راسہ لسطلہ ۔ یعنی اس کے سر کو ذبح کے لیے نیچے کیا۔

راقم آثم کا حضرت مولانا ڈاکٹر حسن افغانی صاحب سے یہ سوال ہے کہ وہ الحق کے قارئین کو بتائیں کہ فیضی کو آپ نے کب سے مفسر قرآن تسلیم کیا ہے ؟ اور سواطع الالہام کو کس خوش فہمی کی بناء پر تفاسیر قرآن میں شامل کیا ہے ؟ اور مفسر قرآن میں جن جن اوصاف کا ہونا لازمی ہے کیا وہ سب فیضی میں آپ نے دیکھ لیے ہیں ؟ کاش کہ سواطع الالہام کو تفسیر مان کر اس کا حوالہ دینے سے پہلے آپ نے کسی سے یہ پوچھ لیا ہوتا کہ فیضی کون تھا اور اس کے علم و اعمال کیسے تھے تو آپ سے اس ذہول کا ارتکاب نہ ہوتا۔

امر واقع یہ ہے کہ حضرت مولانا صاحب اصل روایت اور اسرائیلی روایت میں امتیاز نہیں کر سکے اور نہ ہی کھرے کھوٹے کی پہچان کر سکتے ہیں اس لیے مولانا موصوف سے پرخلوص درخواست ہے کہ وہ اولین فرصت میں علمی تحقیق و اقتباسات سے معمول کی کوشش کریں۔

۳ :- حضرت مولانا سردار احمد مدظلہ العالی تنقید کرتے ہوئے اپریل ۱۹۹۲ء کے موقر جریدہ الحق کے صفحہ ۵۵ پر رقمطراز ہیں کہ :-

محترم مضمون نگار کا یہ ارشاد تو صحیح ہے کہ جبین پیشانی کے دائیں اور بائیں جانب دونوں کناروں کو کہا

کہا جاتا ہے لیکن یہ کسی نے نہیں کہا ہے کہ پیشانی پر اس کا استعمال شجر ممنوعہ ہے۔ بلفظہ۔

حضرات قارئین کرام! مولانا موصوف نے اگر معتبر کتب تفاسیر کا بنظر عمیق و امعان مطالعہ کیا ہوتا تو وہ مذکورہ بالا الفاظ اپنی زبان مبارک سے نوک قلم پر منتقل کر کے صفحہ قرطاس پر رقم نہ کرتے۔

لیجئے ملاحظہ فرمائیے کہ جبین کو پیشانی کہنا محققین علماء کرام کے نزدیک شجر ممنوعہ ہی ہے۔ وسیلوں حوالوں میں سے بخوف طوالت صرف ایک ہی حوالہ پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ عظیم مفسر قرآن علامہ امام محمد فخر الدین رازی بن ضیاء الدین رقمطراز ہیں۔

وتلّه للجبين ۔ اى صرعه على شقه	پچھاڑا اس کو اس کی کروٹ پر پھر گرا وہ اپنی
فوقع احد جبينيه على الارض	ایک جبین کے بل زمین پر اور چہرہ کی دو جبینیں
وللوجه جبينان والجبهة	ہیں اور جبہہ (پیشانی) ان دونوں کے درمیان
بينهما ثم بعد ذلك ذكر الرازي	ہے اس کے بعد علامہ رازی فرماتے ہیں کہ مقاتل
وقال مقاتل كبه على جبهته وهذا	نے کہا ہے پچھاڑا اس کو اسکی پیشانی کے بل اور
خطاء لان الجبين غير الجبهة ۔	یہ غلط ہے۔ کیونکہ جبین جبہہ (پیشانی) کے
(تفسیر کبیر ج ، ص۱۵۳)	سوا ہے۔

الفاظ حاضر اور سمع قبول سے سن لیجئے کہ امام فخر الدین رازی علیہ سحائب الرحمت والرضوان نے بات صاف کر دی ہے کہ جبین کو ماتھا کہنے والے غلطی پر ہیں اور جبین کا معنی پیشانی کرنا غلط ہے۔ فافھموا وتدبروا وتفکروا۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ آتے گئے اور قافلہ بنتا گیا

حضرت مولانا مدار اللہ مدار صاحب لسان العرب جیسی مقبول عالم اور کسی معتبر عربی لغت سے اپنے موقف کی تائید میں جب جبین کے معنی پیشانی ثابت نہ کر سکے تو انہوں نے تنکے کا سہارا لیتے ہوئے منجد اور مولانا وحید الزمان[ا] مقلد ثم غیر مقلد کی غیر معتبر وحید اللغات کے حوالہ سے جبین کا معنی پیشانی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا وحید الزمان نے ایک ضخیم لغات لکھی تھی جو پچاس سال سے دہلی میں اور اب کراچی میں پڑی ہوئی بوسیدگی و کہنگی کے مراحل طے کر رہی ہے کسی نے نہیں خریدی۔

[ا] ولادت ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۰ء بلدہ کانپور۔ توفی ۲۸ شعبان ۱۳۳۸ھ موافق ۱۵ مئی ۱۹۲۰ء مدفون وقار آباد۔ حیدر آباد دکن

وحید اللغات اس کا خلاصہ ہے جب یہ بھی نہ بن سکی تو پھر اب اس کا نام وحید اللغات کے بجائے لغات الحدیث رکھ دیا گیا ہے جس کے مقدمہ میں مؤلف لکھتے ہیں کہ یہ طلبہ کے لیے ہے نہ کہ علماء کے لیے ۔
حضرت مولانا موصوف کو علمی مدرار برسانے کے لیے کسی معتبر عالمانہ لغات کا حوالہ پیش کرنا چاہیے تھا ۔

۴ ۔ اس کے بعد مولانا عطاء الرحمن خانزخیل ڈی آئی خان، الحق ماہ جون ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں ارقام فرماتے ہیں : جن مترجم حضرات نے لفظ جبین کا معنی پیشانی کیا ہے وہ نا اتفاقی کے عالم میں نہیں بلکہ بعض روایات کی روشنی میں کیا ہے حضرت مولانا موصوف سے بھی حق دفاع و وکالت ادا نہیں ہوسکا۔ آپ سے التماس مرافعت ہے کہ ان بعض روایات کی صحیح سند لکھ کر الحق کے قارئین کو مستفید و مستفیض فرمائیں کہ وہ بعض روایات کس نوع کی ہیں ؟ ثقہ و متیقن ہیں یا موضوع و فرضی ؟ تاکہ وکالت و دفاع کا حق ادا ہوسکے ۔

آخر میں اگر یوں عرض کردیا جائے تو مضائقہ نہ ہوگا کہ بعض تفاسیر میں جو یہ لکھا ہے کہ سیدنا اسماعیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ میرے ہاتھ پاؤں مضبوط باندھ کر اپنی آنکھوں پر بھی پٹی باندھ لو تاکہ میرا چہرہ دیکھ کر کہیں شفقت پدری تعمیل حکم میں رکاوٹ نہ بن جائے ۔ درحقیقت یہ واعظین کی بنائی ہوئی اسرائیلی روایت ہے اس سے ایک طرف پیغمبران عظام علیہما السلام کی توہین ہوتی ہے اور دوسری طرف یہ روایت قرآن کریم کے خلاف ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ سیدنا ابراہیمؑ نے اپنے اکلوتے بیٹے سے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے ۔

قَالَ يَاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۔
(الصٰفٰت ۱۰۲ ۔ ۱۰۳)

سیدنا اسماعیلؑ نے فرمایا، اے اباجان آپ کو جو حکم ملا ہے اس کی تعمیل کیجئے، انشاء اللہ آپ مجھے صابر ہی پائیں گے، پھر باپ بیٹا دونوں نے جب سر تسلیم خم کر دیا تو باپ نے بیٹے کو (ذبح کرنے کے لیے) کروٹ پر لٹا دیا۔

قارئین کرام غور فرمایئے قرآن کریم میں تو ہاتھ پاؤں باندھنے اور آنکھوں پر پٹی باندھنے کا اشارہ تک نہیں بلکہ قرآن حکیم تو انہیں مطیع و منقاد اور صابر بتا رہا ہے، کسی نے خوب کہا ہے کہ ؎

اگر آنکھیں بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

اگر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ